ریفرینس نمبر:NRL-0376 تاریخ:20-09-2025

کاسمیٹک پروڈکٹس تیار کرنے والی کمپنی کو مچھلی کے علاوہ دیگر سمندری جاندار بیچنا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا کسی حنفی کیلئے کاسمیٹک پروڈکٹس بنانے والی کمپنی کو مچھلی کے علاوہ سمندری جانور فروخت کرنا، جائز ہے؟

اس حوالے سے قرآن و حدیث کی روشنی میں ہماری رہنمائی فرمادیں۔ شکریہ۔

سائل (محمد عالم، انڈیا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

کسی حنفی کیلئے کاسمیٹک پروڈکٹس بنانے والی کمپنی کو مچھلی کے علاوہ سمندری جانور فروخت کرنا، جائز ہے جبکہ وہ ایسے جانور ہوں جو لوگوں کے ہاں مال کی حیثیت بھی اختیار کر چکے ہوں یعنی مختلف مقاصد و فوائد کی خاطر ان کی طرف لوگوں کی طبیعت کا میلان ہو، ان کو دِیا، لِیا جاتا ہو اور ان کو ذخیرہ کرنا، جمع کر کے رکھنا ممکن ہو۔

مسئلہ کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ:

فقہائے احناف کے نزدیک کسی حرام جانور کی خرید و فروخت کرنے کے بارے میں اصول یہ ہے کہ حرام جانوروں میں سے جن سے کسی قسم کا جائز نفع حاصل کیا جا سکتا ہو اور وہ لوگوں کے ہاں مال کی حیثیت بھی رکھتے ہوں یعنی ان کی طرف طبیعت کا میلان ہو، ان کو دِیا، لِیا جاتا ہو، دوسروں سے ان کی حفاظت کی جاتی ہو، اور وقتِ ضرورت کے لیے انہیں جمع رکھنا ممکن ہو، تو ایسے حرام جانوروں کی خرید و فروخت جائز ہے۔

اور احناف کے نزدیک مچھلی کے علاوہ تمام سمندری جانور (Sea Animal's) اگرچہ حرام ہیں، یعنی انہیں کھا نہیں سکتے، تاہم ان سے کھانے کے علاوہ دیگر جائز منفعت حاصل کرنا ممکن ہے۔ مثلاً کاسمیٹک کی بیرونی استعمال کی اشیاء میں ان کا کوئی جزو شامل ہو تو یہ درست ہے، کیونکہ تمام آبی جانور طاہِر (پاک) شمار

کیے جاتے ہیں۔اور کسی بھی پاک چیز کا بیرونی استعمال (External Use) کرنا شرعاً جائز ہے۔یونہی اس قسم کی پروڈکٹس بنانے کی خاطر بعض ایسے سمندری جانوروں کا مال کی حیثیت اختیار کر جانا بھی ممکن ہے اور یہ تب ہوگا جب اوپر مذکور مال کی تعریف صادق آئے گی۔ایسی صورت میں یہ مالِ متقوم بن جائے گا اور مالِ متقوم کی خرید و فروخت جائز ہوتی ہے۔

نوٹ: یادرہے کہ مذکورہ بالا تفصیل سے یہ نتیجہ نہ نکالا جائے کہ جب مچھلی کے علاوہ تمام سمندری جانور (Sea creatures) پاک ہیں تو ان کا کھانا بھی حلال ہوگا؟ کیونکہ شرع شریف کا یہ اصول وضابطہ ہے کہ طہارت (پاک ہونا) مستلزمِ حلت نہیں (یعنی ایسا ضروری نہیں کہ کسی چیز کے پاک ہونے سے اس کا حلال ہونا بھی ثابت ہو جائے)، بلکہ طہارت وحلت دو الگ الگ چیزیں ہیں۔

مسئلہ سے متعلق حوالہ جات درج ذیل ہیں:

فقہائے احناف کے نزدیک مچھلی کے علاوہ تمام سمندری جانور (Sea creatures) حرام ہیں، چنانچہ قرآن پاک میں ہے: ﴿وَ یُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَ یُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓىٕثَ﴾ ترجمہ کنزالایمان: ستھری چیزیں ان کے لیے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا۔

(پارہ 9، سورۃ الاعراف، آیت نمبر 157)

مذکورہ بالا آیت کے تحت "تفسیرات احمدیہ" میں ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وفیه دلیل علی حرمة ما سوی السمک من حیوان البحر لان کلها خبیث" یعنی: اس آیت پاک میں اس بات پر دلیل ہے کہ مچھلی کے علاوہ پانی کے تمام جانور حرام ہیں، کیونکہ وہ تمام خبیث (ناپاک) ہیں۔

(تفسیرات احمدیہ، صفحہ 421، تحت آیت: 157، مطبوعہ کراچی)

اللباب فی شرح الکتاب، در مختار، فتح باب العنایہ اور ہدایہ وغیرہ کتب فقہ میں ہے، واللفظ للاول: "ولا یؤکل من حیوان الماء إلا السمک لقوله تعالی ویحرم علیهم الخبائث وما سوی السمک خبیث" ترجمہ: سمندری مخلوق میں سے فقط مچھلی کھانا حلال ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے سبب کہ وہ تم پر خبیث چیزیں حرام کرتے ہیں اور مچھلی کے علاوہ تمام سمندری مخلوق خبیث ہے۔

(اللباب فی شرح الکتاب، جلد 3، صفحہ 231، مطبوعہ مکتبۃ العلمیہ بیروت)

المبسوط للسرخسی میں ہے: ''أن محل البيع عين هو مال متقوم'' ترجمہ: بے شک بیع کا محل ایسی شے ہے کہ جو ''مالِ متقوم'' ہو۔

(المبسوط للسرخسی، کتاب اختلاف ابي حنيفة وابن ابي ليلي، جلد30، صفحة 135، دار المعرفة، بيروت)

مالِ متقوم سے متعلق تفصیل بیان کرتے ہوئے البحر الرائق میں ہے: ''المال ما يميل إليه الطبع ويمكن ادخاره لوقت الحاجة والمالية إنما ثبت بتمول الناس كافة أو بتمول البعض والتقوم يثبت بها وبإباحة الانتفاع له شرعا'' ترجمہ: مال کی تعریف یہ ہے کہ وہ چیز جس کی طرف طبیعت کا میلان ہو اور بوقتِ ضرورت جمع کر کے رکھا جاسکتا ہو۔ کسی شے کا مال ہونا یوں ثابت ہوتا ہے کہ تمام لوگ یا بعض لوگ اسے مال کی حیثیت دے دیں اور متقوم ہونا یوں ثابت ہوتا ہے کہ مال کی حیثیت حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ اس سے شرعی طور پر نفع اٹھانا بھی جائز ہو۔

(البحر الرائق شرح كنز الدقائق، كتاب البيع، جلد5، صفحة 277، دار الكتاب الإسلامي)

جن حرام جانوروں سے جائز منفعت ممکن ہو اور وہ مال کی حیثیت بھی رکھتے ہوں تو ان کی بیع جائز ہے۔

جیسا کہ تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق میں ہے: ''الحق أن كل منتفع به شرعا في الحال، أو في المآل وله قيمة نحو الجحش۔۔۔ جاز بيعه، وإلا فلا'' ترجمہ: حق یہ ہے کہ ہر وہ جانور جس سے فی الحال یا آئندہ کوئی جائز نفع حاصل کرنا ممکن ہو اور اس کی قیمت بھی ہو جیسا کہ گدھی کا بچہ، تو اس کی خرید وفروخت جائز ہے ورنہ جائز نہیں۔ (ملتقطاً)

(تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق، جلد4، صفحة 126، المطبعة الكبرى الأميرية)

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ ''ردالمحتار'' میں لکھتے ہیں: ''يجوز بيع العلق في الصحيح لتمول الناس، واحتياجهم إليه لمعالجة مص الدم من الجسد اهـ. قلت: وعليه فيجوز بيع دودة القرمز، لأنها من أعز الأموال وأنفسها في زماننا وينتفع بها'' یعنی: صحیح قول کے مطابق جونک (Leech) کی خرید وفروخت جائز ہے، کیونکہ لوگوں نے اسے ''مال'' کی حیثیت دے دی ہے اور بطورِ علاج جسم سے خون چوسنے کے لیے انہیں اس کی حاجت پڑتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس بات کے پیش نظر

Islamic Economics Centre (Lahore)

توقرمز (چٹانی کیڑوں سے حاصل ہونے والے عرق) کے کیڑوں کی بیع بھی جائز ہوگی کیونکہ ہمارے زمانے میں اس کا شمار قیمتی اور اعلیٰ قسم کے اموال میں ہوتا ہے اور اس سے نفع حاصل کیا جاتا ہے۔

(ردالمحتار علی الدرالمختار، جلد 5، صفحة 277، دارالفکر، بیروت)

مچھلی کے علاوہ سمندری جانوروں (Sea Animal's) کی خرید و فروخت کے متعلق ردالمحتار میں ہے: "وبيع غير السمك من دواب البحر، إن كان له ثمن كالسقنقور وجلود الخز ونحوها يجوز، وإلا فلا كالضفدع والسرطان" یعنی مچھلی کے علاوہ سمندری جانوروں کی اگر کوئی قیمت ہے جیسے سقنقور (ایک جانور جس کا تیل بطور دوا استعمال ہوتا ہے) یا خز (ایک جانور ہے جسے انگلش میں Mink/Martes کہا جاتا ہے) وغیرہ کی کھالیں، تو ان کی بیع جائز ہے۔ ورنہ نہیں جیسے مینڈک اور کیکڑا۔

(ردالمحتار، جلد 5، صفحہ 68، مطبوعہ دارالفکر بیروت)

عندالشرع جن چیزوں میں دمِ مسفوح (بہتا ہوا خون) نہ ہو وہ طاہر (پاک) شمار کی جاتی ہیں۔

جیسا کہ کتاب الاصل میں امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "أرأيت إن وقع في إنائه ذباب أو زنبور أو عقرب أو خنفساء أو جراد أو نمل أو صراصر فمات فيه أو وجد ذلك في الحب ميتا هل يفسد ذلك الماء؟ قال: لا. قلت: لم؟ قال: لأنه ليس له دم، فلا بأس بالوضوء منه. قلت: وكذلك كل شيء ليس له دم؟ قال: نعم" یعنی: آپ کیا فرماتے ہیں کہ اگر برتن میں مکھی، بِھڑ، بچھو، بھنورا، ٹڈی، چیونٹی یا کھٹمل گر جائے اور اُسی میں مر جائے یا اِن میں سے کوئی چیز "حب" (برتن کی ایک قسم) میں مری ہوئی پائی جائے، تو کیا وہ پانی کو ناپاک کر دے گی؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ میں نے پوچھا: کیوں؟ فرمایا: کیونکہ اُس میں خون نہیں، لہٰذا اُس پانی سے وضو کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ میں نے پوچھا: کیا ہر غیر دموی کا یہی حکم ہے؟ فرمایا: جی ہاں۔

(کتاب الاصل، جلد 1، صفحہ 28، مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ، کراچی)

حرام اشیاء اگر پاک ہوں تو ان کا بیرونی استعمال کرنا جائز ہے، چنانچہ فتاوی رضویہ شریف میں سیدی اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن لکھتے ہیں: "شراب حرام بھی ہے

اور نجس بھی، اس کا خارجِ بدن پر بھی لگانا، جائز نہیں اور افیون حرام ہے، نجس نہیں، خارجِ بدن پر اس کا استعمال جائز ہے۔"

(فتاوی رضویہ، جلد24، صفحہ198، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن، لاہور)

طہارت (پاک ہونا) مستلزمِ حلت نہیں، یعنی ایسا ضروری نہیں کہ کسی چیز کے پاک ہونے سے اس کا حلال ہونا بھی ثابت ہو جائے۔ جیسا کہ فتاویٰ رضویہ شریف میں سیدی اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن لکھتے ہیں: "طہارت مستلزمِ حلت نہیں جیسے سنکھیا بقدر مضرت اور انسان کا دودھ بعدِ عمرِ رضاعت (بچے کی عمر ڈھائی سال ہو جانے کے بعد) اور **مچھلی کے سوا جانورانِ دریائی کا گوشت وغیر ذٰلک کہ سب پاک ہیں اور باوجودِ پاکی حرام۔"**

(فتاوی رضویہ، جلد4، صفحہ475، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عزوجل **ورسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

الجواب صحیح
مفتی ابو الحسن محمد ہاشم خان عطاری

کتبـــــــــــــــہ
المتخصص فی الفقہ الاسلامی
محمد ساجد عطاری
26ربیع الاول1447ھ/20ستمبر2025ء

الحمد للہ! اب آپ مرکز الاقتصاد الاسلامی (لاہور برانچ) کے ذریعے ماہر و مستند مفتیانِ کرام سے آفس میں تشریف لا کر یا آن لائن میٹنگ شیڈول کر کے اپنے کاروباری معاہدات (کاروبار، پارٹنرشپ، انویسٹمنٹ، مارکیٹنگ وغیرہ) کی شرعی راہنمائی (Sharia Guidance) کی سہولت حاصل کر سکتے ہیں۔
LOCATION

نوٹ: مرکز الاقتصاد الاسلامی (Islamic Economics Centre) کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت اور مرکز الاقتصاد الاسلامی (Islamic Economics Centre) کی ویب سائٹ اور مرکز الاقتصاد الاسلامی کے فیس بک پیج IslamicEconomicCentre سے کی جاسکتی ہے۔
دار الافتاء اہل سنت ویب سائٹ www.fatwaqa.com | مرکز الاقتصاد الاسلامی (Islamic Economics Centre) کی ویب سائٹ www.iecdawateislami.com
ایڈریس: 171، E-1 بلاک، فیضان نوری رضوی مسجد، جوہر ٹاؤن، لاہور
ای میل: iec.lhr@daruliftaahlesunnat.net